قصیدہ

در مدح آقائے دو عالم مولای و سیّدی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

علامہ سید کلب احمد ماتی جائسی

تمنا لائی ساحل تک سفینہ جان مضطر کا
دم آنکھوں میں ہے یا شوق نظر ہے زندگی بھر کا

رہے گی خلوتِ امروز دنیا میں جو محرومی
سہارا پھر تو بس ہے جلوت فردائے محشر کا

نظارے کی تمنا چاہتی ہے رو برو تم کو
نہ مانوں گا سر بالیں نقاب رخ اگر سرکا

جسارت ہو اگر یہ التجائے جلوہ فرمائی
تو اپنی ہی طرف رخ پھیر دو اس دیدہ تر کا

تمہارا اختیار نظم قدرت جانتا ہوں میں
نگاہوں میں ہے پھر جانا رخ مہر منور کا

تمہارے حکم میں ہے قوت حکم ید اللّٰہی
تمہارا اک اشارہ اور پھر جانا مقدر کا

امید موت سے تسکین پائی جیتے جی میں نے
یقیں اتنا تھا وقت واپسیں دیدار حیدرؑ کا

علیؑ ہی کا نہیں ان کے ہر اک فرزند کا جلوہ
سمجھتا ہوں کہ حصہ ہے نگاہوں کے مقدر کا

فدا ہو جان ماتی اے تقیؑ تم بھی تو آؤ گے
کہ آساں مرحلہ ہو جائے نزع روح مضطر کا

تم اے شاہ شہاں فرزند و وارث مرتضیٰ کے ہو
وہی رتبہ تمہارا جو تمہارے جد اطہر کا

کوئی مشکل نہیں مولا تمہارے واسطے مشکل
ابھی کھلتا ہے آجائے جو عقدہ فتح خیبر کا

جدارِ کعبہ، شاہا! راہ دے سکتی ہے تم کو بھی
مگر بے سود ہے اظہار اعجاز مکرر کا

زبان ابن اکثم گنگ حضرت کے تکلم سے
کوئی کیوں امتحاں لے وارثِ علم پیمبرؐ کا

طواف آستان مرتضیٰ مقصود خلقت ہے
وگر نہ کون سا مصرف ہے مہر و ماہ و اختر کا

پڑھوں مطلع کہ جس کی روشنی میں اہل حاجت کو
نظر آجائے مطلع آفتاب جودِ سرور کا

(مطلع)

جواد اک نام ہے معروف اس فرزند حیدرؑ کا
گدا کے دل کی ڈھارس یہ لقب ہے بندہ پرور کا

ترا اور خانوادے کا ترے مداح ہے ماتی
ترے بندوں کا بندہ ہے، بھکاری ہے ترے در کا

کہے تو کیا کہے شاہا، اگر مانگے تو کیا مانگے
تو حاوی ہے مصالح پر تو واقف ہے مقدر کا

مگر جو گنج قدرت میں ہے سب قبضے میں ہے تیرے
جو تو چاہے بھرے کاسہ گدائے مدح گستر کا